اصلاح معاشرہ میں خواتین کے کردار کا تخصیصی جائزہ

A Specialized Analysis of Women's Role in Social Reform

Kubra Begum
M Phil Research Scholar(Pusror)
kubrazeshan544@gmail.com

Mudassir Iqbal
Ph.D. Scholar, Institute of Islamis Studies and Shariah, MY University Islamabad:
iqbalmudassir428@gmail.com

Abstract:
This article aims to provide a comprehensive analysis of the pivotal role women play in the reform and betterment of society. Historically, women have been instrumental in shaping moral, ethical, and social values within communities, contributing significantly to societal development. The study explores the multifaceted influence of women in various spheres such as education, family upbringing, and community leadership. It emphasizes how women, through their unique positions as mothers, educators, and leaders, can drive positive changes in societal structures and values. Furthermore, the article examines religious, cultural, and historical perspectives on the empowerment and responsibility of women in societal reform, particularly in the context of Islamic teachings. By highlighting the importance of women's contributions, the study underscores the need for their active participation in addressing modern social challenges and fostering a more balanced, ethical, and just society. In conclusion, this analysis aims to shed light on the necessity of recognizing and enhancing women's roles in social reform, as their involvement is crucial to the overall progress and moral upliftment of any society.

Keywords: *Role of Women, Reforms, Society, Importance, Development.*

اصلاح کامفہوم:

اصلاح کا مادہ ص-ل-ح ہے ۔ ابن منظورلسان العرب میں لفظ اصلاح کے معنی لکھتے ہیں" الصلاح: ضد الفساد؛ صلح يصلح ويصلح صلاحا وصلوحا " [1]الصلاح (درست ،باترتیب) یہ فساد کی ضد ہے عام طور پر یہ دونوں لفظ افعال کے متعلق استعمال ہوتے ہیں قرآن کریم میں لفظ صلاح کبھی توفساد کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے اور کبھی سَیِّئًا کے چنانچہ فرمایا : "خَلَطُوۡاعَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا "[2]انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملا دیا تھا۔

" وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا"[3] اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی پیدا نہ کرنا۔

قرآن میں اکثر مقامات پر" وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"[4]آیاہے جس کے معنی صلاحیت بخش کام کرنا کے ہیں ۔"[5]

عربی میں صلح، صَلاحاً کے معنی فساد زائل کرنا ہے ، مرمت کرنا،اصلاح کرنا کے ہیں-" نقيض الإفساد.. وأصلح الشيء بعد فساده -" [6] اصلح شيئاً کے معنی اس نے کسی چیز کو درست کیا ۔

اردو میں اصلاح بطور اسم مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ فرہنگ آصفیہ میں اس کے معنی ہیں" درستی، صحت، مرمت۔ اصلاح دیناسے مراد درست کرنا، بنانا، سنوارنا، غلطی نکالنااور صحیح کرنا کے ہیں۔"[7]

---

[1] ابن منظور افريقى ،"**لسان العرب** "(بيروت :دار صادر) 516:2۔

[2] التوبہ102:9۔

[3] الاعراف 7: 56۔

[4] البقره 2: 82۔

[5] امام راغب اصفہانی ،" **مفردات القرآن** " (لاہور : شیح شمس الحق کشمیر بلاک اقبال ٹاؤن) 589:2۔

[6] ابن منظور، "**لسان العرب**"، 517:2۔

[7] سيد احمد دہلوی، "**فرہنگ آصفيه**"(لاہور: مطبع رفاه عامه پریس 1908ء)92:1۔

البتہ لفظ "اِصلاح "جو "صلاح" سے مشتق ہے، محدود معنی میں "فساد یعنی خرابی اور تباہی" کو ختم کرنے کے معنی میں ہے۔

قرآن کریم میں کسی مقام پر لفظ "اصلاح"، "عمل صالح کرنے"[8] کے معنی میں ہے، اور کسی مقام پر "اِصلاحِ نفس"[9] کے معنی میں ہے، اور کسی مقام پر "ماضی کی تلافی کرنے[10]" کے معنی میں آیا ہے، یعنی جہاں انسان نے خود کوئی خرابی اور تباہی کی ہو اور پھر اس کی تلافی کرے، اور کسی مقام پر "مسائل کو حل کرنے اور معاشرتی خرابیوں کو ختم کرنے"[11] کے معنی میں ہے۔ اصلاح کے معنی درستی کے ہیں یعنی کہ خامیاں یا برائیاں دور کرنا، یا صحیح راستے پر ڈالنا، مسائل کو حل کرنا اور معاشرتی خرابیوں کو ختم کرنا ہے۔

معاشرہ کا مفہوم:

مرتضیٰ حسینی زبیدی اپنی کتاب" تاج العروس "میں لکھتے ہیں :" عاشره معاشرة، وتعاشروا واعتشروا :تخالطوا"[12] معاشرہ، عاشر، یعاشر کا مصدر ہے، اس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں، یعنی کہ افراد کا ایسا مجموعہ جو آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔ "معاشرہ باب تفاعل عاشر ،یعاشر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں باہم مل جل کر رہنا جیسے" (تعاشروا) اعتشروا" ایک دوسرے کے ساتھ رہنا."[13] ابن منظور "لسان العرب "میں لکھتے ہیں" والمعاشر :جماعات الناس .والمعشر :الجن والإنس "[14] ہم آہنگی: لوگوں کے گروہ۔ جنوں اور انسانوں کا گروہ ، مشیر۔

---

[8] البقرہ :82۔(وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ)

[9] آل عمران68:3 (اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰ لِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ)

[10] البقرہ :160۔(اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَ تُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ)۔

[11] ہود: 88۔(اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ)

[12] مرتضی حسینی زبیدی ،"**تاج العروس** "(دار الهدایه ،س۔ن) 13:53۔

[13] ابراہیم مصطفی احمد الزیات "**معجم الوسیط** "(دارالدعوة ،س۔ن)2:602۔

[14] ابن منظور افریقی ،"**لسان العرب**" 4:570۔

معاشرہ دراصل عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں مل جل کر زندگی بسر کرنا، اصطلاح میں اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے ،جو کسی مشترکہ نصب العین کی خاطر وجود میں آیا ہو۔معاشرے کو عربی زبان میں مُجتَمَع اور فارسی میں جامعہ کہتے ہیں جوکہ لغوی طور پر اسم فاعل ہے۔لفظ مجتمع اور جامعہ ہر دو کے اصلی حروف "ج-م-ع "ہیں۔"[15] اردومیں جمع بطور اسم مذکر استعمال ہوتاہے۔اس کے لغوی معنی " کل ،تمام ،ہمہ ، مجموع, فراہم ،اکھٹا ،سب ،سارا ،جملہ, گروہ جماعت مجمع۔"[16] قرآن کریم میں لفظ جمع سمیٹ کر اکٹھا کر دینا، جمع کر دینا اور فراہم کرنا کے معنی میں متعدد آیات کریمہ میں وارد ہوا ہے، مثلاً ارشادِ باری تعالی ہے: "وجُمِعَ الشَّمسُ والقَمَر" [17] اور سورج و چاند جمع کر کے ملا دیئے جائیں گے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے: " یومَ یَجمَعُکُم لیوم الجَمعِ -"[18] وہ دن جب وہ تمہیں جمع ہونے کے دن کے لیے جمع کر دے گا نیز فرمانِ الٰہی ہے: " اِنَّ عَلَینا جَمعَهُ وقُرءانَه۔ "[19] بے شک ہمارے اوپر اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے۔

معاشرہ کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں اس لئے معاشرہ سے مراد افراد کا وہ مجموعہ ہے جو باہم مل جل کر رہیں۔معاشرہ انسانوں سے تشکیل پانے والے ایسے مجموعہ کو کہتے ہیں جو باہمی طور پر یکساں زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے میں اور زندگی کے مختلف امور کی انجام دہی میں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عقائد و نظریات، مشترک آداب و عادات اور یکساں اہداف کے مالک ہوتے ہیں۔ اجتماعیت کے بغیر انسانی زندگی ناممکن ہے اور انسان پیدائش سے لیکر موت تک معاشرے کا محتا ج ہے۔انسان ہر متعلقہ شے کے لئے معاشرے کا محتاج اور دست نگر ہے۔اجتماعی زندگی کے بغیر انسان کے اعمال، اغراض اور عادات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

---

[15] احمد ابن فارس،" **معجم مقاييس اللغته'** (دارالفكر: للطباعة والنشر والتوزيع)479-1:480

[16] سید احمد دہلوی، "**فرہنگ آصفیہ**، 2:48۔

[17] القيامة 9:75۔

[18] التغابن 64: 9۔

[19] القيامة 17:75۔

اصلاح معاشرہ میں خواتین کے کردار کا تخصیصی جائزہ

اصلاح معاشرہ اور خواتین: تعارف و تاریخ:

اصلاح معاشرہ سے مراد معاشرے کی اصلاح و تعمیر ہے اور اسے مختلف سماجی برائیوں اور آلائشوں سے پاک کرنا۔ ایک صالح معاشرہ ایسا معاشرہ ہے جس میں لوگوں کی زندگی مذہبی اصولوں کے تابع ہو کیونکہ مذہب کے بغیر معاشرتی فلاح و بہبود ناگزیر عمل ہے۔ اللہ رب ذوالجلال نے اس دنیا میں زندگی کے نظام کو چلانے کے لیے مرد و خواتین کو پیدا کر کے ان کے لئے الگ الگ حدود کار متعین کی ہیں اور پھر اس نظامِ زندگی کو احسن انداز سے چلانے کے لیے ان کے حقوق و فرائض کا تعین بھی کر دیا ۔زندگی کے ہر شعبے میں ان دونوں کے فرائض اور ذمہ داریاں ہیں۔دونوں انفرادی ،عائلی ،معاشرتی ،اجتماعی، علمی ،دینی اور سیاسی میدانوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔یعنی یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مرد اور خواتین ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں جس طرح گاڑی کو چلنے کے لیے دونوں پہیوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔اسی طرح زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لئے دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ انسانیت کے ایک حصے کی ترجمانی اگر مرد کرتے ہیں تو دوسرے حصے کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ ایسا نہیں جو صرف مردوں پر مشتمل ہو اور نہ اس کے برعکس ہے دونوں ایک دوسرے کے لئے لازمی ہیں ۔معاشرے کی تعمیر و ترقی میں جس طرح مرد کا کردار اہمیت کا حامل ہے بالکل اسی طرح ہی خواتین کے کردار کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ۔عام طور پر مرد کی نسبت خواتین کا کردار معاشرے میں افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود خواتین معاشرے کی اصلاح کے لئے اپنا کردار ادا کرتی ہے اور اس معاملے میں ان کے کردار کو نظر انداز کرنا ہرگز بھی مناسب نہیں۔

خواتین کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ ربِ ذوالجلال نے اپنی نازل کردہ کتب سماویہ میں ان کے متعلق حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے ۔ان کتب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے ہر دور میں اصلاح معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ سیدنا محمد ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت نمایاں رہی ہیں ان میں سے ہر ایک کی اپنی ایک الگ عملی، علمی اور دینی خصوصیت ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کی خاطر اپنا مال و دولت اور کاروبار تک کو قربان کر دیا اور جتنی قربانیاں آپ رضی اللہ عنہا نے دی کسی اور نے اتنی قربانیاں نہیں دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا درس و تدریس کے فرائض انجام دیتی تھیں۔خواتین نے اسلامی جنگوں میں شرکت کی اور اسلام کی پہلی شہید بھی ایک خاتون

حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جنہیں ابوجہل نے خانہ کعبہ کے سامنے سینے میں نیزہ مار کر شہید کردیا تھا کیونکہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے منحرف ہونے سے انکار کر دیا تھا۔جنگ حنین میں ایک موقع پر جب بھگدڑ مچ گئی تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درجن کے قریب جانثار رہ گئے۔ان میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جو اپنے ہاتھ میں خنجر لیے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نثار کرنے کے لیے بے تاب تھیں انہوں نے مشورہ دیا کہ بھاگنے والے مجاہدین کو قتل کردیا جائے۔

تحریک پاکستان میں مادر ملت فاطمہ جناح،امجدی بانو، سلمیٰ تصدق حسین،رعنالیاقت علی خان اور فاطمہ صغریٰ کے ساتھ دیگر خواتین تھیں جنہوں نے پاکستان کی جدوجہد میں اپنی زندگیاں وقف کیں۔ بے نظیر بھٹو شہید نے سیاست کے میدان میں بے مثال کامیابیاں حاصل کیں۔ صالح معاشرے کی تعمیر میں خواتین کے کردار کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے الغرض ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو ہر میدان میں مساوی مواقع ملنے چاہیں تاکہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

اصلاح معاشرہ میں خواتین کے کردار کی اہمیت:

خواتین نصف انسانیت، مرد کی رفیقہ حیات اور مددگار، گھر کی نگہبان ہونے کے اعتبار سے اپنے گھر، شوہر، اولاد اور معاشرے پر اثر انگیزی کے لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ عورت ہی وہ ہستی ہے جو معاشرے کو مفید اور اہم رکن فراہم کرسکتی ہے، بڑے بڑے دانشور، علماء اور جانباز مہیا کرسکتی ہے۔ اس لئے کہ کسی بھی قوم یا معاشرہ کی اصلاح و تعمیر میں خواتین جو بنیادی کردار ادا کرتی ہیں وہ بہت واضح ہے اور کسی عقل مند سے پوشیدہ نہیں۔ جس کے بارے میں قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ "[20] ترجمہ: اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

[20] القرآن 71:9۔

یعنی مومن مردوں کی طرح مومن عورتیں بھی اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام میں مسلمان خواتین کا مقام بلند ہے اور ہر مسلمان کی زندگی میں یہ مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں نیک اور بہتر خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:"مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَآئِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَآئِحَاتٍ۔ "[21]

ترجمہ: فرمانبر دار، ایمان والیاں، نمازی، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار۔

ایک اور جگہ ان الفاظ میں ذکر فرمایا: " وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ ۔"[22] ترجمہ: اور پاکدامن مومن عورتیں۔

معاشرے کی اصلاح میں مرد و خواتین کے لئے میدان کھلا ہوا ہے۔ اس کا ثبوت اور دلیل وہ الہامی تعلیمات ہیں جو اس سلسلے میں موجود ہیں ،جو ان دونوں کے لئے یکساں طور پر سماجی ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہیں۔ مسلمان مردوخواتین دونوں پر معاشرتی کردار اور مثالی و پر امن معاشرے کے حوالے سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ایک ہی آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : "يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوَا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَآئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔".[23]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کی ذمہ داری مرد اورخواتین دونوں پر یکساں عائد ہوتی ہے دونوں ہی برابر کے جوابدہ ہوں گے اور دونوں کو اپنے اپنے مخصوص دائرہ کار میں رہتے ہوئے اس فرض کی ادائیگی کرنا ہو گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان پر یہ ذمہ داری ایک حوالے سے مرد سے قدرے زیادہ عائد ہوتی ہے ،کیونکہ خواتین خلقت کے بنیادی امور

---

[21] القرآن 5:66
[22] القرآن 5:5
[23] القرآن 6:66

جیسے زچگی، امورِ خانہ داری اور تربیتِ اولاد کے انتہائی اہم امور کو سنبھال رہی ہے۔ خواتین کی گود ہی وہ اوّلین تربیت گاہ ہے، جہاں معاشرے کا ہر فرد بلا تخصیص جنس اپنی زندگی کے ابتدائی اور بنیادی مراحل سے گزرتا ہے، جو اس کی ذہنی، اخلاقی، روحانی تربیت اور نشوونما کی بنیاد رکھتی ہے، جن کی بنیاد پر اس کی زندگی کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اگر ایک خاتون نہایت سنجیدگی سے اپنے فرائض کو انجام دے تو ہر معاشرہ کمال کی منازل آسانی سے طے کر سکتا ہے۔

خواتین معاشرے کا اہم ترین جزو ہی نہیں بلکہ روحِ رواں بھی ہیں کائنات کی خوبصورتی، اولاد کی تربیت، زندگی کا حسن ایک پاکدامن اور بااخلاق عورت سے ہی قائم ہے۔ عورت کی اسی اہمیت کے پیش نظر اقبال اپنی شاعری میں لکھتے ہیں:

"وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں۔"[24]

عورت واحد عنصر ہے جو اپنے دامن سے ایسے افراد معاشرے کے سپرد کر سکتی ہے کہ جن کی وجہ سے ایک معاشرہ نہیں بلکہ کئی معاشرے عزت و استقامت اور اعلیٰ انسانی اقدار میں ڈھل سکتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی معاشرے کی تعمیر و تخریب سماج کی خواتین کی تعمیر و تخریب سے ہی جنم لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام زندہ اقوام اپنی خواتین پر خصوصی توجہ دیتی ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اقوام کی حالت بدلنے اور ترقی کو چار چاند لگانے اور نظریات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ان کی کوششیں ہمیشہ نمایاں رہی ہیں۔ نپولین بونا پارٹ نے کہا تھا "تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی اولاد دوں گا۔" تفسیر المراغی میں ایک عربی شاعر حافظ ابراہیم کا مصرعہ تحریر ہے: "الأم مدرسة اذاأعددتها أعددت شعباطيب الأعراق "[25]ترجمہ: ماں ایک مدرسہ ہے اگر آپ اسے تیار کرتے ہیں تو گویا آپ ایک اچھی نسل تیار کرتے ہیں۔

---

[24] اقبال، **"کلیاتِ اقبال"**، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ)556۔

[25] احمد بن مصطفی المراغی، **"تفسیر المراغی"** (مصر: مطبعه مصطفی الهابی الجلی، 1365ھ)168:2۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معاشرے کو عروج تک پہنچانے میں ایک خاتون اہم کردار ادا کر سکتی ہے اور اس مقصد کے لئے اس کی بنیادی فردی ذمہ داری خود سازی ہے۔ جب ایک خاتون خود کو تربیت کے لحاظ سے کامل و اکمل بنائے گی تو معاشرے کی اصلاح بہتر طور سے کر سکتی ہے لہذا اسے سب سے پہلے اپنے کردار کو ہر لحاظ سے مضبوط بنانا ہو گا تا کہ صالح معاشرے کی تشکیل میں مثبت کردار ادا کر سکے۔

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا تربیتی پہلو:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ "[26] ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآنِ مجید میں خواتین کو کھیت سے تشبیہ دیتے ہوئے اس حوالے سے ان کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ زمین اچھی ہو تو فصل بھی اچھی ہو گی اور اگر زمین خراب اور بنجر ہو گی تو فصل بھی خراب اور اخلاق سے عاری ہو گی۔ خاتونِ خانہ چاہے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہر روپ میں قدرت کا قیمتی تحفہ ہے جس کے بغیر کائناتِ انسانی کی ہر شے پھیکی اور ماند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو اس کا محافظ اور سائبان بنایا ہے۔ یہ اپنی ذات میں ایک تناور درخت کی ما نند ہے جو ہر قسم کے سرد و گرم حالات کا دلیری سے مقابلہ کرتی ہے۔ اسی عزم وہمت، حوصلہ اور استقامت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو اس کے قدموں تلے بچھا دیا۔ عورت ہی وہ ذات ہے جس کے وجود سے کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار انبیائے کرام علیہم السلام نے جنم لیا اور انسانیت کے لئے رشد وہدایت کا پیغام لے کر آئے۔ حضرت حوّا علیہا السلام سے اسلام کے ظہور تک کئی نامور خواتین کا ذکر قرآن و حدیث اور تاریخ میں موجود ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج حضرت سارہ علیہا السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام، فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُم موسیٰ رضی اللہ عنہا، حضرت مریم علیہا السلام، اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ کائنات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، اور

---

[26] القرآن، 223:2

دیگر کئی خواتین ہیں جن کے کارناموں سے تاریخ کے اور اق بھرے پڑے ہیں اسی لئے ان ہستیوں کی اتباع ہی ملتِ اسلامیہ کی ہر بیٹی کو قابلِ فخر فرد بنا سکتی ہے کیونکہ آج کی بیٹی کل کی بیوی اور ماں ہے۔

ماں کا کردار:

بچوں کی تربیت، معاشرہ کی اصلاح و فساد، بناؤ و بگاڑ کا تعلق مردوں کی نسبت خواتین سے زیادہ ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے عمل میں خواتین کا کردار مردوں کے کردار کے مقابلے میں بہت زیادہ اہم ہے۔ کیوں کہ عورت ماں ہے ،اور ماں کی گود میں ہر معاشرے کی نئی نسل پیدا ہو تی ہے ،اسی کی گود میں پلتی ہے اور اسی کے ہاتھوں پروان چڑھتی ہے۔ماں اپنی تربیت سے نئی نسل کو کردار و عمل کا ایسا نمونہ بنا سکتی ہے جو انسانیت کے لیے باعث فخر ہو۔ نئی نسل تک زندگی کی اعلیٰ اقدار کو پہنچانے میں عورتوں کا حصہ زیادہ ہو تا ہے اور نئی نسل کی ذات و شخصیت میں اعلیٰ اقدار اور بہترین اوصاف کا رچاؤ ماں ہی کرتی ہے۔ غیر محسوس طور پر اپنے نظریات، اپنے طرز فکر اور اپنی شخصی خوبیوں کو اپنی گود میں پلنے والی نئی نسل کو منتقل کرتی رہتی ہے۔ماں کی گود انسان کی پہلی تربیت گاہ ہو تی ہے۔ یہ تربیت گاہ جتنے بلند معیار کی ہوگی، یعنی ماؤں کی تربیت جتنے بلند معیار کی ہوگی، اگر جذبۂ ایمانی کی سچائی کے ساتھ ہوگی اور اسلام کی تعلیمات کی روح کے مطابق ہوگی تو معاشرہ بھی اسی معیار کا ہو گا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماں کی گود اور عورت کا بنایا ہوا گھر ہی اس معاشرے کا سب سے اہم ترین انسان ساز ادارہ ہے۔اس لحاظ سے عورت معاشرے کا سب سے مفید اور نہایت اہم رکن ہے جو اپنی انفرادی حیثیت میں بھی کل معاشرے کی اصلاح کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہے اور ایک بھرپور معاشرتی کردار ادا کر رہی ہے۔ صالح اور مثالی معاشرے کی بنیاد رکھنے میں خاتون ہی پہلا مدرسہ ہے۔ عورت ہی وہ ماں ہے جو اپنی اولاد کے ذریعے ایک پاکیزہ اور خوبصورت معاشرے کی بنیادیں استوار کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ماں پر اپنے دائرہ کار میں چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے حسن سلوک کے مستحق کو جاننے پر تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں تیری بہترین معاشرت کی مستحق ہے چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ماں کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي ؟ قَالَ: أُمُّكَقَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَقَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَقَالَ: ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ ۔ "[27]

ماں کا کردار بچے کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ باپ زیادہ تر وقت باہر کے کاموں میں گزار دیتا ہے لہذا ایک مسلمان ماں کا فرض ہے کہ وہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق کریں اور بچوں کے اندر اسلامی شعور اجاگر کرے تاکہ اولاد بڑی ہو کر معاشرے کی اصلاح میں اپنا مؤثر کردار ادا کر سکے۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ شباب میں ایک دن اپنی والدہ سے کہا۔ اماں جان! شُکر ہے جب سے ہوش سنبھالا ہے میں نے تہجد کی نماز قضا نہیں کی۔ ان کی والدہ محترمہ نے جواب دیا۔ بیٹا، یہ تیرا کمال نہیں یہ تیری ماں کے دودھ کا کمال ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم میں نے تجھے کبھی دودھ بغیر وضو کے نہیں پلایا۔ ان پاکباز ماؤں جیسی خواتین ہی اپنی اولاد، خاندان، معاشرے بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے رحمت ثابت ہوتی ہیں۔ ایسی ہی پاکباز خواتین کے وجود سے ایسی نیک اور سعید روحیں وجود میں آتی ہیں جو ملتِ اسلامیہ کے لئے قابلِ فخر اور مشعلِ راہ ثابت ہوتی ہیں۔ تاریخ اسلام کی ایسی ہی خواتین ہمارے لئے روشنی کا مینارہ ہیں۔

بیوی کا کردار:

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم فرعون کی بیوی تھیں۔ قرآن میں انہیں امرات فرعون [28] کہہ کہ پکارا گیا ہے۔ آپ عظیم المرتبت ملکہ ہونے کے باوجود آپ نیک اور صالح فطرت کی مالک تھیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو دین حق کو قبول کرنے اور اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام کی پرورش کرنے کا شرف بخشا۔ حضرت موسی علیہ السلام کو جب نبوت عطا ہوئی اور آپ نے دعوت حق کا آغاز کیا تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا آپ پر فوراً ایمان لے آئیں اور فرعون کے

---

[27] البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيا مه ، محقق : محمد زهير بن ناصر ، كتاب الآداب، باب البر والصله ،(النجاة : دار طوق ،1422ھ) ح5971۔

[28] سورة القصص 9:28۔"وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ"

مظالم کے سامنے ڈٹی رہیں اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ التحریم میں اللہ تعالی نے ان کے ایمان کا ذکر کیا ہے اور مومنین کے سامنے مثال قائم کی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ-"[29]

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جبکہ اس نے دعا کی اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔"

رسول کریم ﷺ نے بھی کئی موقعوں پر آپ کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔[30] حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون کے دربار میں رہتے ہوئے اللہ کے عقائد کو ملحوظ رکھا اور مصائب برداشت کئے۔

نیک اور اپنے خاوند کی اطاعت گزار بیوی کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "قال رسول الله ﷺ:المرأة إذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاءت۔"[31] آپ ﷺ نے فرمایا بیوی جو پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ مکہ کی معزز اور امیر کبیر خاتون تھیں انھوں نے اپنے مال و دولت اور قیمتی سرمایہ سے معاشرے کی اصلاح میں شاندار کردار ادا کیا اور مکی دور میں انقلابی مشن کو زندہ رکھا-" [32]

---

[29] القران ،11:66۔

[30] مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے فرمایا :جنت کی تمام عورتوں میں سے افضل چار ہیں ،خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت خویلد ،فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت محمد ﷺ،مریم علیہ السلام بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ علیہ السلام بنت مزاحم۔

[31] محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی،"**مشکاۃ المصابیح** " کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لكل واحد من الحقوق،(لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)3112/2،ص289۔

[32] طالب ہاشمی," **تذکار صحابیات** "(لاہور :قومی پریس 1998)45-38

خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی حضرت خدیجہ ؓ تھیں۔ آپ ﷺ سے نکاح کے بعد آپ ؓ 24 سال تک زندہ رہیں، اس مدت میں آپ ؓ نے رسول ﷺ کے ساتھ ہر قسم کے روح فرسا مصائب کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور آقائے دو جہان کی رفاقت اور جان نثاری کا حق ادا کر دیا۔ آپ ؓ کو اسلام کی وسعت پذیری سے بے حد مسرت حاصل ہوتی تھی اور وہ اپنے غیر مسلم اعزا و اقارب کے طعن و تشنیع کی پرواہ کیے بغیر اپنے آپ کو تبلیغِ حق میں رسول اللہ ﷺ کا دست بازو ثابت کر رہی تھیں ۔ انہوں نے اپنا تمام مال و زر اسلام پر نثار کر دیا تھا، ان کی دولت یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری بے کسوں کی دستگیری اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے وقف ہو چکی تھی ۔ آپ ﷺ کفار کی لا یعنی اور بیہودہ باتوں سے پریشان ہوتے تو آپ ؓ ان کی ہمت بندھاتی۔ آپ ؓ ہمیشہ حضور ﷺ کی ہم خیال اور غم گزار تھی اور ہر موقع پر اور ہر مصیبت کے وقت آپ ﷺ کی مدد کے لیے تیار رہتی تھیں۔ حضرت خدیجہ ؓ نے ہر قسم کے نامساعد حالات میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا ۔ آپ کی یہی ہمدردی دل سوزی اور جان نثاری کی وجہ سے آپ ﷺ حضرت خدیجہ ؓ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، جب تک آپ زندہ رہیں آپ ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہ فرمایا ۔ حضرت خدیجۃ الکبری ؓ جہاں اولاد کی پرورش نہایت حسن و خوبی سے کر رہی تھیں وہاں اُمورِ خانہ داری کو بھی نہایت سلیقے سے نبھا رہیں تھیں انہی خوبیوں کی بدولت حضور ﷺ نے ان کے حق میں" كانت ام العيال ورثةالبيت "فرمایا۔ آج کی عورت، بیوی اور ماں کے لیے حضرت خدیجہ ؓ کی زندگی مشعلِ راہ ہے کہ کس طرح انھوں نے ہر قسم کے پُر آشوب حالات میں اپنے خاوند کا ساتھ دیا اور اپنے گھر کی وارث بنی۔

لیکن آج اس کے برعکس ہے ذرا حالات بے قابو ہوتے ہیں تو خواتین اپنے شوہروں کی ناشکری کرنے لگ جاتی ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہر قسم کے حالات میں اپنے خاوند کا ساتھ دیں اور زندگی کے نامساعد حالات میں ان کی دلجوئی کرتے ہوئے اپنے گھر کو راحت و خوشی کا سامان بنائیں اور اپنے گھر اور بچوں کی بہترین وارث بنیں۔

قومی ترقی میں خواتین کا کردار:

دراصل کسی معاشرے میں خواتین کو جو مقام عطا کیا جاتا ہے وہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ ایک تو اس مقام کی بدولت خود عورت کی ذات، شخصیت اور معاشرے میں اس کے کردار کا تعین ہوتا ہے، دوسرے لازمی طور پر خود پورا معاشرہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور اگر خواتین کو ان کا صحیح مقام و مرتبہ نہ

دیا جائے تو نہ صرف معاشرہ ان کی قابلیت و صلاحیت سے استفادہ کرنے سے محروم رہتا ہے بلکہ خواتین اپنے مخصوص دائرہ کار یعنی گھر میں بھی خاطر خواہ اور بھرپور کردار ادا نہیں کرسکتیں۔کسی بھی معاشرہ کی اصلاح خواتین کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں خواتین کی اصلاح اور فساد دونوں متعدی ہیں ایک خاتون کا بگڑنا پورے خاندان کا بگڑنا ہے جب کہ ایک خاتون کے راہ راست پر آنے سے پورا معاشرہ شاہراہِ دین پر گامزن ہوجاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو خانگی اور معاشرتی ہر سطح پر ان کا صحیح مقام و درجہ عطا فرمایا اور ان دو سطحوں پر عورت کو انسانی عظمت و احترام سے سرفراز کیا۔ اسی لئے سرکارِ دوجہاں ﷺ نے شروع سے ہی اصلاحِ خواتین پرزور دیا، ہفتہ میں ایک روزخواتین کے لئے مختص کردیا تھا، عیدین کے موقع پر خواتین سے بھی خطاب فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ شریعت میں بہت سے احکام بالخصوص خواتین کے متعلق بیان کیے گئے ہیں اور حضور ﷺ نے خواتین کی اصلاح کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی ہے۔

"خَرَجَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ في أضْحًى أوْ فِطْرٍ إلى المُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَوَعَظَ النَّاسَ، وأَمَرَهُمْ بالصَّدَقَةِ، فَقالَ: أيُّها النَّاسُ، تَصَدَّقُوا، فَمَرَّ علَى النِّسَاءِ، فَقالَ: يا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ؛ فإنِّي رَأَيْتُكُنَّ أكْثَرَ أهْلِ النَّارِ. فَقُلْنَ: وبِمَ ذلكَ يا رَسولَ اللَّهِ؟ قالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وتَكْفُرْنَ العَشِيرَ، ما رَأَيْتُ مِن نَاقِصَاتِ عَقْلٍ ودِينٍ أذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الحَازِمِ مِن إحْدَاكُنَّ، يا مَعْشَرَ النِّسَاءِ. ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا صَارَ إلى مَنْزِلِهِ، جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عليه، فقِيلَ: يا رَسولَ اللَّهِ، هذِه زَيْنَبُ، فَقالَ: أيُّ الزَّيَانِبِ؟ فقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قالَ: نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا. فَأُذِنَ لَهَا، قالَتْ: يا نَبِيَّ اللَّهِ، إنَّكَ أمَرْتَ اليومَ بالصَّدَقَةِ، وكانَ عِندِي حُلِيٌّ لِي، فأرَدْتُ أنْ أتَصَدَّقَ به، فَزَعَمَ ابنُ مَسْعُودٍ أنَّه ووَلَدَهُ أحَقُّ مَن تَصَدَّقْتُ به عليهم، فَقالَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: صَدَقَ ابنُ مَسْعُودٍ؛ زَوْجُكِ ووَلَدُكِ أحَقُّ مَن تَصَدَّقْتِ به عليهم."[33]

ترجمہ:ایک مرتبہ عید الفطر یا عید الاضحی کے دن پر اللہ کے نبی عیدگاہ تشریف لائے توعورتوں کی ایک جماعت کے پاس بھی تشریف لائے اور فرمایا!تم صدقہ خیرات کیا کرو ، میں نے اکثر کو دوزخ میں دیکھا

[33]بخاری ، محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری، 68/1، حدیث نمبر 304۔

ہے ، کچھ عورتوں کی جانب سے آواز آئی ، اس کے سبب کیا ہیں ؟ فرمایا ”تکثر ن اللعن “،لعن طعن ، شوہروں کی نافرمانی ،میں نے عقل ودین میں کمزور ہونے کے باوجود ہوشیار مرد کو بے وقوف بنادینے میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا ، کہا ! اے اللہ کے نبی ﷺ! ہماری عقل اور ہمارے دین میں کس چیز کی کمی ہے؟ فرمایا کہ ایک مسلمان عورت کا گواہی دینا آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ؟ کہا ہاں! ارشاد فرمایا: اسکی وجہ عورت کی عقل کی کمزوری ہے،اور کیا ایسا نہیں ہوتا کہ جس وقت عورت حالت حیض میں ہوتی ہے تونہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا ہاں ، فرمایا یہ اس کے دین میں نقصان کی وجہ ہے۔

آپ ﷺ کی طرح آپ کی ازواجِ مطہرات نے بھی قوم کی ترقی اور اصلاح میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلامی تاریخ میں ام المومنین اور مسلمان فقیہہ کی حیثیت سے مشہور ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علمی بصیرت اور فقاہت کے اونچے درجے پر فائز تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض مشکل اور پیچیدہ مسائل دریافت کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فصاحت وبلاغت میں بھی اونچا مقام رکھتی تھیں۔ ادب وخطابت میں بھی ان کا پایہ بلند تھا۔ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے سوا وہ تمام صحابہ سے ممتاز تھیں۔"[34]

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان اسدیہ سے تھا۔ ان کی کنیت "ام الحکم " تھی۔ "حضرت زینب نہایت دین دار، پرہیز گار، حق گو اور مخیر تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا خود اپنے دست وبازو سے روزی کماتی تھیں وہ فن دباغت جانتی تھیں اس سے جو آمدنی ہوتی خدا کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں۔ وہ فقراء اور مساکین کی مربی ودستگیر تھیں۔"[35] ان کی وفات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "وہ نیک بخت بے مثال خاتون چلی گئیں اور یتیموں اور رانڈوں کو بے چین کر گئیں۔"

حضرت شفاء بنت عبد اللہ کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا- حضرت شفاء قریش کی ان چند خواتین میں سے تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ

---

[34] محمد اسحاق, "**اسلام کی بیٹیاں**", (لاہور: مکتبہ قدوسیہ 2004ء)22

[35] عبدالقیوم حقانی, " تاریخ اسلام کی نامور خواتین,"(لاہور: نگارشات پبلیشرز2002)62-67

حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق کو آپ رضی اللہ عنہا نے لکھنا پڑھنا سکھایا۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو بارگاہ نبوی میں تقرب کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہم بہت بڑی صاحب الرائے تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہم کئی بار بازار کا انتظام ان کے سپرد کیا۔"[36]

خواتین کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہیں معاشرے اور قوم کی سلامتی کے لیے ضروری ہے کہ خواتین اپنے دائرہ عمل کو نظر انداز نہ کریں اور اپنے فرائض سے بخوبی عہدہ برآ ہو ں تو ہمارا معاشر ہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے حتیٰ کہ دوسری قوموں کو بھی ان کے کردار سے رہنمائی میسر آ سکتی ہے ایک خاتون مختلف انداز میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے ۔ ماں اور باپ دونوں اپنےاپنے دائرہ کار میں بچوں کی تربیت کے ذمہ دار ہیں گھریلو اور عائلی زندگی اورگھر کے ماحول کے اثرات معاشرہ پر مرتب ہوتے ہیں معاشرے اور گھریلو زندگی کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنے میں جس طرح مرد کا کرداراہم ہوتا ہے ،عورت کی بھی اس معاملے میں بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

معاشرتی اصلاح میں خواتین کا کردار:

آج جب ہم اپنے معاشرے میں اخلاقی گراوٹ، اعلیٰ اقدار کی کمی اور عملیت کا فقدان دیکھتے ہیں۔ جب ہم نوجوان نسل کو کردار سے عاری دیکھتے ہیں تو یہ صورت حال دراصل اس حقیقت کو اُجاگر کرتی ہے کہ آج کی مائیں یا تو اخلاصِ عمل سے، جذبہ ٔ ایمانی کے لحاظ سے اس معیار اور اس درجے کی خواتین نہیں رہیں یا پھر اپنے فرائض سے کوتاہی کی مرتکب ہو رہی ہیں، جس معیار پر ماؤں کو ہونا چاہیے۔ ماؤں کی سیرت و کردار، علم و فضل اور معمولات تو بچے کی شخصیت و ذات پر اس کی ولادت سے پہلے یعنی دوران حمل سے اثر انداز ہوتے ہیں ،رحم مادر میں بچے کے ذہن کی ساخت و تعمیر پر گہرے نقوش چھوڑتے ہیں۔ تمام اولیائے کرام علیہم السلام اور نیک ہستیوں کی مائیں ہمیشہ بہت نیک، متّقی اور باعمل خواتین رہیں۔ راسخ العقیدہ اور باعمل خواتین کے بطن سے ہی قابل فخر فرزندان اور بطل جلیل پیدا ہُوا

[36] ہاشمی, "تذکار صحابیات " 245-241

کرتے ہیں۔ یہی حکمت تھی کہ کائنات کے محسن اعظم خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے اہل ایمان خواتین کی تربیت و تعلیم پر زور دیا اور مسلمان مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کے لیے بھی طلبِ علم کو فرض قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کرہ ارض پر جو سب سے پہلا رشتہ قائم ہوا وہ میاں بیوی کا تھا ،حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو میاں بیوی کے رشتے میں باندھ کر پہلے جنت میں رکھا گیا اور پھر حکومت قائم کرنے کیلئے انہیں زمین پر بھیج دیا گیا۔اسی رشتے سے باقی تمام رشتوں نے جنم لیا،خاندان کی بنیاد پڑی اور پھر انسانی معاشرہ وجود میں آیا۔ایک مضبوط اور مستحکم خاندان ہی سے بہترین معاشرہ تشکیل پاسکتا ہے۔ خاندان میں عورت کا ایک بنیادی اور کلیدی کردار ہے۔عورت محفوظ ہوتو خاندان بھی مستحکم ہوتا ہے ۔خاندانی نظام کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں اور معاشرے کی اکائی خاندان ہے۔نوع انسانی کو آگے بڑھانے کیلئے خاندان اللہ کی طرف سے ایک مقدس ادارہ ہے۔خاندان انسانی نسل کے تسلسل کا ذریعہ ہے۔عورت اور مرد میں ذمہ داریوں کا تعین اور تقسیم بھی خاندان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کی ذمہ داریوں میں معیشت کو سنبھالنا اور آگے بڑھانا رکھا ہے جبکہ عورتوں کو نسلوں کی تربیت کا عظیم کام سونپا گیا ہے۔

عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہے کائنات کی رنگارنگی اور تنوع میں عورت کا کردار کلیدی حیثیت کا حامل ہے اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن نے جا بجا عورت کی عظمت اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور عورت کے وجود کو معاشرے کی تشکیل ،تعمیر اور بقا کا ضامن قرار دیا ہے عورت کی اہمیت کسی لحاظ سے بھی مرد سے کم نہیں بلکہ بعض اوقات شاید کہیں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ایک مرد علم حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ اپنے گھر کے لیے فائدہ دے سکتا ہے جبکہ عورت کی تعلیم کے اثرات گھر اور گھرانے سے بڑھ کر شہر اور معاشرے تک پھیل جاتے ہیں۔ایک بہترین عورت ہی انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔عورت اجتماعی اور معاشرتی ترقی میں فقید المثال کارنامہ انجام دے سکتی ۔ معاشرے میں عورت کو دیا جانے والا مقام بنیادی اہمیت رکھتا ہے اسی مقام کی بدولت خود عورت کی ذات، شخصیت اور معاشرے میں اس کے کردار کا تعین ہو تا ہے، اور پورا معاشرہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اگر عورت کو اس کا صحیح مقام و

مرتبہ نہ دیا جائے تو نہ صرف معاشرہ اس کی قابلیت و صلاحیت سے استفادہ کرنے سے محروم رہتا ہے بلکہ عورتیں اپنے مخصوص دائرہ کار یعنی گھر میں بھی خاطر خواہ اور بھرپور کردار ادا نہیں کر سکتیں۔

المختصر یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں عورت کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل رہا ہے۔خواتین کی صلاحیتیں ،ان کا مقام و حیثیت اور عملی کردار معاشرے کے عروج و زوال کا سبب ہے۔کیونکہ معاشرہ میں افراد کی تربیت کرنے والی خواتین ہی ہوتی ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر معاشرے میں نسل نو کی تعمیر اسی کے ہاتھوں ہوئی ہےاور ہو سکتی ہے۔'ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ' کے تصور نے عورت کی حیثیت اور کردار کو مزید مستند بنایا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کسی عورت کی معاشرے میں صرف بحیثیت ماں اہمیت نہیں ہوتی، بلکہ ہمارے معاشرے اور تہذیب میں خاندانوں اور نسلوں کے بننے اور بگڑنے میں ایک عورت بحیثیت بہن، بیٹی، ساس، بہو اور دیگر تمام رشتوں میں بہت اہم کردار کی حامل ہے۔ عصر حاضر میں خاندان اور نسل کی تربیت کے علاوہ تقریبا زندگی کے تمام شعبوں میں ہی عورتوں کی نمائندگی موجود ہے۔ خواتین کو ہر میدان میں مساوی مواقع ملنے چاہیں تاکہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ پاکستان میں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہا ہے۔ اخلاقی قدریں انحطاط پذیر ہیں۔ بڑے لوگوں کے بیٹے مادر پدر آزاد ہو کر ریاستی نظام اور اداروں کے لیے خطرہ بنتے جارہے ہیں۔ان حالات میں ایک ماں ایک بیٹی اور ایک بہن کا کردار اور بھی اہم ہوگیا ہے کہ وہ سماج کی تعمیر نو کے لیے منظم اور مربوط جدوجہد کریں۔ بنگلہ دیش خواتین کو مستحکم کر کے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ چین خواتین کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے دنیا کی دوسری بڑی معاشی طاقت بن چکا ہے۔ پاکستان کو بھی ہر قسم کے تعصب سے اوپر اُٹھ کر خواتین کو ترقی کرنے کے یکساں مواقع فراہم کرنا ہوں گے تاکہ پاکستان بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہو سکے۔